پرانا اور نیا سبق

رئیس احمد جعفری

موجودہ زمانے کی سیاست چونکہ بے خدا سیاست ہے۔ اس لیے اس میں مکر و فریب، جھوٹ اور دروغ ہر چیز جائز ہے جو لوگ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر انسانیت دوستی، آزادی اور حریت و استقلال کی تعریف و توصیف میں زبردست تقریریں کرتے ہیں، وہی کمزوروں پر ظلم کرنے اور اپنے ماتحتوں کو سفاکانہ مظالم کا شکار بنانے میں سب سے آگے ہوتے ہیں، اپنے ملک سے باہر ان کی سیاست کچھ اور ہوتی ہے اور اپنے ملک کے اندر ان کی سیاست کا رنگ کچھ اور ہوتا ہے۔

ہندوستان سے باہر جب کوئی مسئلہ اٹھتا ہے، جب کسی پر ظلم ہوتا ہے، جب نوآبادیاتی نظام حکومت کے ماتحت غلاموں کو کچلا اور دبایا جاتا ہے، جب کوئی طاقتور ملک کسی کمزور ملک پر حملہ آور ہوتا ہے، جب کوئی با اقتدار قوم کسی ناتواں قوم کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی سعی و کوشش کرتی ہے، تو انسانیت دوست ہندوستان تلملا جاتا ہے، اس کا اضطراب دیکھنے کے قابل ہوتا ہے، وہ اپنے پرانے دوستوں تک کے خلاف لب کشائی پر آمادہ ہو جاتا ہے، وہ کسی قیمت پر اسے گوارا نہیں کر سکتا کہ قوم کو دبایا جائے، غلام بنایا جائے۔ حق خود ارادیت سے محروم کیا جائے اور انھیں نوآبادیاتی نظام کے ماتحت کیا جائے، لیکن جب ہندوستان کو وہ وعدے یاد دلائے جاتے ہیں، ان معاہدوں کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے جو اس نے ساری دنیا کو گواہ کر کے کئے تھے، تو وہ برہم ہو جاتا ہے اور اپنا "داخلی معاملہ" کہہ کر دوسروں کی زبان بندی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا داخلی طور پر ملک کو اجازت ہے کہ وہ اپنی اقلیتوں کو تباہ کر دے، ان کے حقوق چھین لے اور ان کے ساتھ غلاموں سے بھی بدتر سلوک کرے، البتہ غیر ممالک کے

مظلوموں کے ساتھ وہ ہر طرح کا اخلاقی و مادی سلوک کرنے کو تیار ہے۔

یہ سبق ہندوستان نے اپنے فرنگی استادوں سے سیکھا ہے، لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جو سبق سیکھا ہے، وہ اب نصاب سے خارج کر چکا ہے۔

دوسری جنگ عظیم سے پہلے اور اس کے دوران میں تو بے شک فرنگی حکومتوں کا معمول ہی تھا لیکن جب دوسری عالمگیر جنگ ختم ہو گئی، حالات نے پلٹا کھایا، فضا بدلی، تو یہ استاد بھی اپنی روش اور طرزِ عمل پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو گئے، چنانچہ فرانس، برطانیہ اور بلجیم، ہالینڈ اور دوسرے مستعمراتی ممالک اپنے محکوم اور غلام ممالک آزاد کر چکے ہیں اور اپنی ماتحت چھوٹی سے چھوٹی قوموں کو بھی حقِ خود ارادیت دے چکے ہیں۔ بھلا آبادی اور رقبے اور وسائل و ذرائع کے اعتبار سے قبرص، جزائر مالدیپ، مالٹا اور سنگاپور کی کیا حیثیت ہے؟ کیا ان میں سے کوئی ایک ذرا بھی، غیر ملکی حملے کی صورت میں اپنا دفاع کر سکتا ہے؟ لیکن چونکہ حق خود ارادیت سکہ رائج الوقت بن گیا تھا اس لیے ان چھوٹی چھوٹی قوموں کو آزاد کرنا پڑا۔

اگر پرانے استادوں سے کوئی نیا سبق بھارت کو حاصل کرنا تھا تو یہ تھا، نہ یہ کہ وہ سبق حاصل کیا جاتا جس پر عمل درآمد متروک اور منسوخ ہو چکا ہے۔

بین الاقوامی طور پر بھارت کی عظمت اور وقعت میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا، اگر اس نے ان قوموں کو بھی حق خود ارادیت دے دیا ہوتا جن سے وہ آزادی کے وعدہ کر چکا تھا، یا جنھیں انگریزوں محض اپنی انتظامی سہولت کے خیال سے بھارت کے ملحق کر دیا تھا۔ کشمیر سے اس نے وعدہ کیا تھا یہ وعدہ پورا کرنا چاہیئے تھا، سکم، اور بھوٹان کو انگریزوں نے زبردستی ہندوستان سے اس طور پر ملحق کر دیا تھا جس طرح ایک زمانے میں برما، سیلون اور عدن کو بھارت کے ساتھ منسلک کر دیا تھا لیکن ان سب کو تو آزادی مل گئی مگر سکم اور بھوٹان پر بھارت کا پنجۂ استبداد برابر حاوی ہے۔

ناگالینڈ بھی بھارت کا کبھی حصہ رہا؟ مگر تبت کے حقِ خود ارادیت کا داعی اور نقیب ناگالینڈ کے لیے یہ بات بھی سننا نہیں چاہتا حالانکہ تاریخی اور جغرافیائی طور پر چین کی بالادستی تبت پر ہمیشہ قائم رہی، لیکن ناگالینڈ بھارت کا کبھی حصہ نہیں رہا، بالکل یہی بات میزو قبائل کے بارے میں بھی کی جا

سکتی ہے، ان پر بھی بھارت صرف اس لیے مسلط ہے کہ یہ کم زور اور کم تعداد ہیں اور بھارت طاقتور ہے اور اس کی آبادی بے شمار ہے۔

جھارکنڈ کا علاقہ بھی ہمیشہ بھارت کی بالادستی کے خلاف احتجاج کرتا رہا کہ یہاں کی تہذیب، تمدن و معاشرت، روایات اور تاریخ کے لحاظ سے اسے کوئی نسبت بھی بھارت کے ساتھ نہیں ہے۔ لیکن اسے کیا جائے کہ جھارکنڈ بھارت کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اور جو مقابلہ نہیں کر سکتا بھارت اسے غلام بنا لینے اور اس پر اپنی بالادستی قائم رکھنے کا عادی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کب تک بھارت اس سبق کو دہراتا رہے گا؟ جب اس سے کہیں زیادہ بڑی اور طاقتور حکومتیں اس اصول سے دستبردار ہوگئیں تو کیا بھارت پر وہ دن نہیں آئے گا؟